مصروفیات کے باعث سمپوزیم میں شریک نہیں ہوسکے۔ یہ سمپوزیم نومبر ۱۹۹۰ء کی ۱۹-۱۸ تاریخوں میں ہوا۔ مقالات کے موضوعات اقبال کی شاعری، فکر، فلسفے، عہدِ جدید میں اقبال کی ضرورت، اقبال اور اسلام، اقبال اور کائنات، اقبال اور مغرب، اور اقبال اور مودودی وغیرہم سے متعلق تھے۔

پیشِ نظر مضمون میں، سمپوزیم کے ایک ایک مقالے کے چیدہ چیدہ نکات کا تفہیم و تجزیہ اس طرح کیا گیا ہے کہ مقالے کا نچوڑ مختصر الفاظ میں اجمال کی تفصیل پیش کرتا ہے۔ اس مضمون کا مقصد غیر اسلامی ممالک میں شیدائیانِ اقبال کی کارگزاریوں اور ان سے متعلق تقریبات کے انعقاد سے اقبال شناسوں کو آگاہ کرنا تھا۔

کتاب کا ہر مضمون اپنی ظاہری و باطنی خوبیوں کے بہ موجب وقعت و رفعت کی منزلوں کو چھوتا نظر آتا ہے۔ اسلوب تحریر کی شگفتگی، شوق و انہماک کے نوع بہ نوع شگوفے کھلاتی دکھائی دیتی ہے۔

ہر مضمون کے اختتام پر حوالے اور حواشی کا اہتمام، جملہ تحریرات کی تفہیم اور مآخذ تک رسائی میں ممد و معاون ثابت ہوتا ہے۔

کلیہ علومِ اسلامیہ و شرقیہ نے اپنے اساتذہ کے تحقیقی و علمی کام کو زیورِ طباعت سے آراستہ کرنے کا منصوبہ بنایا ہے۔ اس منصوبے کی ایک عملی شکل پیشِ نظر کتاب ہے۔ متنوع مضامین کے اس وقیع اور بامعنی انتخاب اور اس کی اشاعت پر ناشر پروفیسر ڈاکٹر جمیلہ شوکت اور مصنف ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی لائقِ تبریک ہیں۔

یادگار نامۂ قاضی عبدالودود

مرتبین: پروفیسر نذیر احمد، پروفیسر مختار الدین احمد، پروفیسر شریف حسین قاسمی

ناشر: غالب انسٹی ٹیوٹ، نئی دہلی

ضخامت: ۲۶۰ صفحات   سنہ اشاعت: ۲۰۰۰ء

مبصر: نجم الاسلام

غالب انسٹی ٹیوٹ، نئی دہلی کی طرف سے دو یادگار نامے، یادگار نامۂ فخر الدین علی احمد اور فخر الدین علی احمد میموریل والیوم (بزبان انگریزی) ۱۹۹۴ء میں اعلیٰ معیار کے ساتھ چھپ کر

شائع ہوچکے ہیں۔ جن پر رسالۂ تحقیق کے شمارۂ مشترکہ برائے ۹۵-۱۹۹۴ء میں تبصرہ بعنوان " دو یادگار نامے " پیش کیا جاچکا ہے۔ اب ایک اور یادگار نامہ " یادگار نامۂ قاضی عبدالودود " کی شکل میں حال ہی میں چھپ کر سامنے آیا ہے جو اپنی سابقہ روایت کے مطابق ایک عمدہ علمی پیش کش ہے۔ قارئین کی اطلاع کے لیے اجمالاً اس کے مشمولات کا ذکر کیا جاتا ہے۔

قاضی عبدالودود اردو فارسی زبان و ادب کی تحقیق کے میدان میں ایک نمایاں بلکہ ایک لحاظ سے نمایاں ترین مقام رکھتے ہیں۔ پروفیسر نذیر احمد نے اپنے پیش لفظ میں قاضی مرحوم کو ان الفاظ میں خراجِ تحسین ادا کیا ہے :

> " قاضی عبدالودود اردو و فارسی کے ممتاز ترین مُحقّق تھے ، ان کی تحقیق سے نہ صرف اردو تحقیق کا دامن وسیع ہوا بلکہ متنی تحقیق کے اصول و آئین مُقرّر ہوئے اور متنی تحقیق ادب کا مستقل فن بن گیا۔ اردو کا مُحقّق قاضی صاحب کی تحقیق سے بے نیاز نہیں ہوسکتا" (ص ۹)

یادگار نامے کے مشمولات میں اوّلاً " من کہ قاضی عبدالودود ... " کے عنوان سے اپنے بارے میں قاضی عبدالودود کی تحریر شامل ہے اور ان کے دو غیر مطبوعہ خطوط بھی بصورت عکس پیش کیے گئے ہیں۔ اس کے بعد قاضی صاحب کے بارے میں فضلاء کے پانچ مضامین ہیں، جن کے لکھنے والوں میں مختار الدّین احمد ، سیّد حسن عسکری ، محمّد حسن ، گیان چند جین اور شمس بدایونی صاحبان شامل ہیں۔ پھر پندرہ مقالے مختلف علمی اور تحقیقی موضوعات پر شامل ہیں، جن کے لکھنے والوں میں اکثر مقالہ نگار ہندوستان سے تعلّق رکھتے ہیں۔ دو تحریریں پاکستانی مقالہ نگاروں کی بھی شامل ہیں۔ بحیثیت مجموعی اس کتاب کی شکل میں عمدہ تحریری سرمایہ سامنے آیا ہے اور ہم کہہ سکتے ہیں کہ یادگار ناموں کی روایت اِس پیش کش کی صورت میں مزید مستحکم ہوگئی ہے۔